ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

ناول ”ٹیڑھی لکیر“ میں شخصیت نگاری اور نفسیاتی پہلو

Characterization and Psychological Aspects in the Novel ‘‘Terhi Lakeer’’

M Yousaf
M.Phil Urdu, University of Southern Punjab, Multan
Email: masteryousaf34@gmail.com
Ali Raza
M.Phil Urdu, University of Southern Punjab, Multan
Email: alirazaa6776@gmail.com
Muhammad Usman
M.Phil Urdu, University of Southern Punjab, Multan
Email: mychand75@gmail.com

ABSTRACT
Ismat Chughtai's novel ‘‘Terhi Lakeer’’ is an outstanding example of character portrayal and psychological study. Its central character, Shamman (Shamshad), is a woman whose entire life revolves around deprivations, inner conflicts, and failed loves. Deprived of maternal affection in childhood, separated from Ana, and neglected by her sisters, she develops a deep sense of inferiority and rebellion. These deprivations shape her psychological makeup. Acts like breaking dolls and tearing books symbolize her loneliness and suppressed anger. A major aspect of her life is her sexual and emotional confusions. Rasool Fatima's unusual attachment and her attraction toward Najma highlight her inner contradictions, reflecting the silence and repression around sexuality in the Muslim middle class of that era.Her greatest tragedy lies in repeated failures in love. Rashid's brief companionship gives her hope, but his departure shatters it. Thus, her life becomes a symbol of inner conflict, defeat, and existential pain. Secondary characters such as Ana, Manjhu, Bari Apa, Noori, Rasool Fatima, Najma, Saadat, and Rashid not only influence Shamman's personality but also reflect social attitudes and class structures. Ultimately, the novel mirrors not just an individual's struggles but the psychological and social complexities of an entire era.
Keywords: *Terhi Lakeer, Characterization, Psychological Aspects, Character, Shamman, Sexual, Emotional, Confusions.*

عصمت چغتائی اردو فکشن کی وہ نمایاں تخلیق کار ہیں جنھوں نے اپنی بے باک اسلوب اور حقیقت نگاری کے ذریعے ناول نگاری کو ایک نیا رخ دیا۔ ان کے ناولوں میں متوسط طبقے کی زندگی، عورت کی نفسیاتی کشمکش، سماجی جبر اور جنسی و جذباتی پیچیدگیاں نہایت جاندار انداز میں پیش کی گئی ہیں۔ عصمت کی ناول نگاری کا سب سے نمایاں پہلو شخصیت نگاری ہے، وہ اپنے کرداروں کو محض کہانی کے آلات کے طور پر نہیں پیش کرتیں بلکہ ان کی داخلی کیفیات، نفسیاتی تضادات اور شعور ولاشعور کی پرتیں کھول کر رکھ دیتی ہیں۔ ”ٹیڑھی لکیر“ میں شمن کی بغاوتی اور کرب ناک شخصیت ہو، ” ضدی“ میں عورت کی بے بسی اور جدوجہد ہو یا ”معصومہ“ اور ”دل لگی“ میں عورت اور مرد کے باہمی تعلقات، عصمت نے کرداروں کو ان کی پوری انسانی کمزوریوں، خواہشوں اور محرومیوں کے ساتھ اس طرح تراشا ہے کہ وہ حقیقت کی جیتی جاگتی تصویریں محسوس ہوتے ہیں۔ بلاشبہ ان کے کردار شخصیت نگاری کے بہترین نمونہ ہیں۔

شخصیت نگاری سے مراد ہوتا ہے کسی کردار کی داخلی وخارجی خصوصیات، رویوں اور نفسیاتی کیفیات کو اس انداز میں پیش کرنا ہے کہ وہ حقیقی اور جیتا جاگتا محسوس ہو۔ اس میں کردار کی جسمانی ساخت، سماجی پس منظر، نفسیاتی رجحانات اور تعلقات کا باریک بینی سے مطالعہ شامل ہوتا ہے۔ گویا شخصیت نگاری وہ فنی عمل ہے جس کے ذریعے مصنف قاری کے سامنے کردار کو گوشت وخون کے وجود کی صورت میں مجسم کر دیتا ہے۔ ایسے ہی عصمت چغتائی کے ناول ”ٹیڑھی لکیر“ میں ”شمن“ کا کردار ہے۔ یہ ناول شخصیت نگاری اور نفسیاتی مطالعے کے لحاظ سے ایک بہترین نمونہ ہے۔ اس ناول کی مرکزی کردار شمن (شمشاد) ایک ایسی عورت ہے جس کی پوری زندگی محرومیوں، داخلی تضادات اور

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

محبت کی ناکامیوں میں گزرتی ہے۔ اس کا بچپن ماں کی شفقت سے محروم رہا، انا کی جدائی اور بہنوں کی بے رخی نے اس کے اندر شدید احساسِ کمتری اور بغاوت پیدا کر دی۔ یہی محرومیاں اس کی نفسیاتی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ گڑیا توڑنے اور کتابیں پھاڑنے جیسے رویے اس کی تنہائی اور دبے ہوئے غصے کی علامت ہیں۔ شمن کی زندگی کا ایک اہم پہلو اس کی جنسی اور جذباتی الجھنیں ہیں۔ رسول فاطمہ کی غیر معمولی وابستگی اور نجمہ کے ساتھ اس کی ہم جنس کشش اس کے اندرونی تضادات کو مزید واضح کرتی ہے۔ یہ سب دراصل اس دور کے مسلم متوسط طبقے میں جنس کے موضوع پر موجود جبر اور خاموشی کا نتیجہ ہے۔

شمن کی شخصیت میں سب سے بڑا دکھ یہ ہے کہ وہ بار بار محبت اور تعلق کی تلاش میں ناکامی کا شکار ہوتی ہے۔ رشید کے ساتھ اس کا تعلق وقتی سہارا دیتا ہے، مگر رشید کا چلے جانا اس کی امیدوں کو توڑ دیتا ہے۔ اس طرح اس کی زندگی داخلی کشمکش، شکست اور وجودی کرب کی علامت بن جاتی ہے۔ ثانوی کردار جیسے انا، منجھو، بڑی آپا، نوری، سعادت اور دیگر نہ صرف شمن کی شخصیت پر اثرانداز ہوتے ہیں بلکہ سماجی رویوں اور طبقاتی ماحول کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔ شمن کا ہر تعلق اس کے لاشعور اور شعور کی نئی پرتیں کھولتا ہے اور اس کی شخصیت کے پیچیدہ زاویے سامنے لاتا ہے۔

"انا" کا کردار شمن کے لیے جذباتی سہارا ہے مگر اس کی جدائی شمن کے اندر تنہائی اور بے بسی کو شدید کر دیتی ہے۔ منجھو اور بڑی آپا گھریلو عورت کی وہ نمائندہ تصویریں ہیں جن کی زندگیاں فرسودہ سماجی ڈھانچے اور ذمہ داریوں میں جکڑی ہوئی ہیں؛ ان کی بے رخی شمن کے اندر بغاوت کو اور بھڑکاتی ہے۔ نوری ایک آزاد خیال عورت کے طور پر سامنے آتی ہے جو اپنی شخصیت کو سماجی قیود سے بالاتر کرنے کی کوشش کرتی ہے اور شمن کے لیے ایک مختلف زاویۂ نظر فراہم کرتی ہے۔ رسول فاطمہ شمن کی زندگی میں ایک نفسیاتی پیچیدگی کا باعث بنتی ہے کیونکہ اس کی غیر معمولی وابستگی اور دباؤ شمن کو ہم جنس کشش کی طرف مائل کرتا ہے، جو اس کے داخلی تضاد کی بڑی وجہ بنتی ہے۔ نجمہ کا کردار دوستی، محبت اور دل کشی کی علامت ہے لیکن اس کا تعلق بھی شمن کے لیے نفسیاتی الجھن کا سبب بنتا ہے۔ سعادت اور رشید مردانہ کردار کے طور پر سماج کی اس ذہنیت کو اجاگر کرتے ہیں جو عورت کو کبھی وقتی سہارا اور کبھی مکمل بے اعتباری میں دھکیل دیتے ہیں۔ اس طرح شمن کے علاوہ یہ تمام کردار نفسیاتی سطح پر سماجی رویوں اور انسانی تعلقات کی مختلف جہتوں کو واضح کرتے ہیں اور ناول کے فکری و جذباتی پس منظر کو گہرائی عطا کرتے ہیں۔

دراصل یہ ناول بظاہر ایک فرد، شمشاد (شمن) کی زندگی کی کہانی معلوم ہوتا ہے، لیکن درحقیقت یہ ایک پورے عہد کی ذہنی و سماجی پیچیدگیوں کا آئینہ دار ہے۔ شمشاد کا کردار نہ صرف مرکزی ہے بلکہ اتنا پراثر ہے کہ باقی تمام کردار اس کے گرد محض ثانوی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ شمشاد کی زندگی بچپن کی الجھنوں، جوانی کی بغاوت، محبت کی ناکامیوں اور مادریت کی نفسیاتی کشمکش سے عبارت ہے۔

عصمت چغتائی نے شمشاد کے کردار کو ایک نفسیاتی مطالعے کے طور پر پیش کیا ہے، جہاں اس کے باطن میں جاری تضادات، خواب، خوف، محرومیاں اور خواہشیں قاری کے سامنے ایک ایسی داستان بن کر ابھرتی ہیں جو نہ صرف اس کی شخصیت کی پرتیں وا کرتی ہے بلکہ عورت کے وجود، اس کی آزادی اور اس کے معاشرتی مقام پر بھی سوال اٹھاتی ہے۔ شمشاد کی خود آگاہی اور داخلی کشمکش اس ناول کو محض داستانِ حیات نہیں بلکہ فکری مکالمہ بنا دیتی ہے۔ "ٹیڑھی لکیر" محض ایک سوانحی یا جذباتی بیانیہ نہیں بلکہ اس میں ایک گہرا سماجی اور اخلاقی تجزیہ پوشیدہ ہے۔ عصمت چغتائی نے اس ناول کے ذریعے اس دور کے سماجی تضادات، طبقاتی فرق، مذہبی جبر، عورت کی آزادی کی جدوجہد اور مردانہ معاشرے کے رویوں پر شدید تنقید کی ہے۔

اس ناول کی سب سے بڑی فنی خوبی اس کی نفسیاتی گہرائی ہے۔ شمشاد کے کردار میں زمانے سے انحراف کی جو جھلک نظر آتی ہے، وہ اردو ناول میں ایک نئی سمت کی نشان دہی کرتی ہے۔ ٹیڑھی لکیر کو نہ صرف عصمت چغتائی کے تخلیقی شعور کی معراج سمجھا جاسکتا ہے بلکہ یہ اردو ادب میں عورت کی ذات، اس کے وجود اور اس کی فکر کو ایک باوقار اور باشعور انداز میں پیش کرنے کی اہم کوشش بھی ہے۔ یہ ناول اس بات کی دلیل ہے کہ کردار کا نفسیاتی ارتقا اور سماجی پس منظر جب فکری سنجیدگی اور فنی چابک دستی سے جڑتے ہیں تو وہ محض کہانی نہیں رہتی بلکہ تہذیبی و فکری دستاویز بن جاتی ہے۔

عصمت چغتائی کے ناول "ٹیڑھی لکیر" کو اُردو ادب کے سنجیدہ نقادوں نے نہ صرف سراہا ہے بلکہ اسے اردو ناول نگاری کی تاریخ میں ایک نمایاں مقام عطا کیا ہے۔ مختلف نقادوں کی آرا اس ناول کی فنی اور فکری اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔ خلیل الرحمٰن اعظمی اس کی اہمیت پر یوں روشنی ڈالتے ہیں:

> "یہ ناول صحیح معنوں میں نفسیاتی ناول ہے اور زندگی کے چھوٹے چھوٹے مسائل اور جذبات کے ذریعہ جس طرح عصمت نے ان نفسیاتی گرہوں کو کھولا ہے وہ ایک معجزے کی حیثیت رکھتا ہے۔ عصمت نے افسانوں میں جستہ جستہ جن حقیقتوں کی ادھوری عکاسی کی تھی وہ اس

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

ناول میں ایک مکمل تصویر بن کر سامنے آگئی ہے اور غالباً "ٹیڑھی لکیر عصمت کی وہ افسانوی تخلیق ہے جہاں انھوں نے اپنے نوجوانی کے تجربوں کو ایک ایک کر کے استعمال کر لیا ہے اور اب اس سرمائے میں کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی ہے۔"(1)

اسی تناظر میں، وقار عظیم بھی ناول کی نفسیاتی بنیادوں اور فنی انداز کو نمایاں کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ٹیڑھی لکیر کی بنیاد اس نفسیاتی حقیقت پر ہے کہ انسان کا ماحول اس کی سیرت اور شخصیت کی تشکیل میں سب سے بڑا حصہ لیتا ہے اور سیرت کی تشکیل و تغیر اس کے ظاہر و باطن کے امتزاج کا دوسرا نام ہے۔ انسان کا باطن، اس کا ذہن، اس کی نفسیاتی کیفیتیں اور پھر ان سب کے ساتھ تحت الشعور کا غیر مرئی عمل انسان کے ظاہری فعل کو کسی طرح متاثر کرتا ہے۔ انسانی ذہن ماحول کی الجھنوں سے نادانستہ طرح طرح کی گرہوں اور گتھیوں کا مجموعہ بن جاتا ہے اور یہ گرہیں خارجی عوامل میں عجیب و غریب قسم کی گرہیں ڈال دیتی ہیں۔ ان چیزوں کے علاوہ کاجی بندھنوں اور آزاد فطرت کے تقاضوں سے پیدا ہونے والا تصادم بھی انسانی زندگی کا ایک مستقل عذاب ہے۔ عصمت نے اپنے ناول میں ان حقائق کو خاصے سوچ بچار کے بعد فن کارانہ حسن کے ساتھ پیش کیا ہے۔"(2)

نقادوں کی آرا بھی تائید کرتی ہیں جیسا کہ خلیل الرحمن اعظمی نے 'ٹیڑھی لکیر' کو عصمت چغتائی کا سب سے بھرپور نفسیاتی ناول قرار دیا ہے، جبکہ وقار عظیم کے نزدیک اس میں فرد اور ماحول کے باہمی تصادم کو فنکارانہ طور پر پیش کیا گیا ہے۔ یوں یہ ناول محض ایک عورت کی زندگی کی کہانی نہیں بلکہ پورے معاشرتی ڈھانچے کی عکاسی ہے جہاں عورت اپنی شناخت کی تلاش میں مسلسل جبر اور تنہائی کا شکار رہتی ہے۔ ٹیڑھی لکیر ایک ایسا فکری اور فنی مکالمہ بن جاتا ہے جس میں عورت کی داخلی ٹوٹ پھوٹ، سماجی دباؤ، جنسی و جذباتی پیچیدگیاں اور نفسیاتی کشمکش سب سمٹ آتے ہیں۔

مصنفہ نے شمن کی نفسیاتی گہرائیوں، جنسی کشمکش اور داخلی الجھنوں کے ساتھ ساتھ اس کے گرد موجود معاشرتی فضا، سماجی تبدیلیوں، اور دیگر کرداروں کے رویوں اور انفرادی خصوصیات کو بھی بہت گہرائی اور مہارت سے پیش کیا ہے۔ اس طرح یہ ناول نہ صرف ایک کردار کا مطالعہ ہے بلکہ پورے سماج اور اس کے بدلتے ہوئے رویوں کا عکس بھی ہے۔ انہوں نے کرداروں کو نہایت جاندار، موثر اور حقیقت سے قریب تر انداز میں پیش کیا ہے۔ ہر کردار اپنی مخصوص فکری اور جذباتی ساخت کے ساتھ نمایاں ہوتا ہے اور اپنے ماحول کی بھرپور عکاسی کرتا ہے، جو کہ مصنفہ کی مشاہدہ نگاری اور فنی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

'شمن' اس ناول کا مرکزی کردار ہے جو ایک متوسط طبقے کے ایسے مسلم گھرانے میں پیدا ہوتی ہے جہاں اولاد کی کثرت تو ہے، لیکن تربیت اور جذباتی پرورش کا شدید فقدان ہے۔ یہ ایک ایسا معاشرہ ہے جو جسمانی وجود کو تو تسلیم کرتا ہے لیکن شخصیت اور جذبات کی نشوونما سے غافل رہتا ہے۔ شمن کی پیدائش ایک بے رغبتی، بلکہ ناپسندیدگی کے سائے میں ہوتی ہے، جسے عصمت چغتائی نے بڑے طنزیہ اور جاندار اسلوب میں کچھ یوں بیان کیا ہے:

"حد ہوگئی! بہن بھائی اور پھر بہن بھائی۔ بس معلوم ہوتا تھا کہ بھک منگوں مانے گھر دیکھ لیا ہے انڈے چلے آرہے ہیں۔ ویسے ہی کیا کم موجود تھے جو اور پے درپے آرہے تھے۔ گئے بلیوں کی طرح ازل کے مر بھکے۔"(3)

یہ صرف ایک جملہ نہیں بلکہ ایک پورے سماجی رویے کی ترجمانی ہے، جس میں بچے رحمت کے بجائے بوجھ تصور کیے جاتے ہیں۔ شمن کی بڑی بہن کی تلخ نفرت بھری دعا اس حقیقت کو مزید گہرا کرتی ہے:

"خدا غارت کرے اس منی سی بہن کو۔ اماں کی کوکھ بند کیوں نہیں ہو جاتی ہے۔"(4)

شمن کو اپنی ماں کی محبت اور شفقت حاصل نہیں ہو پاتی۔ اس خلا کو ابتدا میں انا نامی آیا پورا کرتی ہے، جس کے گرم وجود میں شمن کو ماں کی ممتا کی جھلک محسوس ہوتی ہے۔ مگر جب انا بھی اس سے جدا کر دی جاتی ہے، تو وہ ٹوٹ کر رہ جاتی ہے۔ اس لمحے کی جذباتی شدت کا نقشہ عصمت چغتائی کچھ یوں کھینچتی ہیں:

"اسے ایسا معلوم ہوا کہ وہ یتیم ہوگئی۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر وہ کئی دن اور کئی رات روتی رہی... بھلا کہاں وہ سانولی سلونی گدگدی انا اور کہاں شیشے کی ذلیل بوتل... مگر پیٹ کی آگ نے اسے سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور کر دیا۔ منجھولی نے جب اسے گود میں لے بوتل پلائی اور چند قطرے بھولے سے اس کے حلق میں چلے گئے تو وہ خاموش ہوگئی پھر بھی ایک دم سے وہ بوتل چھوڑ کر جلدی سے منجھو سے چمٹ جاتی اور پہلے کی طرح اس کے کپڑوں میں اپنی انا کو ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔۔۔ تجربے نے اسے بہت کچھ سکھا دیا اور بالکل

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

جیسے گائے بیل چارہ کھاتے ہیں وہ دودھ زہر مار کر لیتی مگر اس کے ہاتھ بھٹکتے ہی رہتے بوتل کی چکنی چکنی سطح پر وہ پیار سے اپنی ہتھیلیاں چپکا کر اسے کلیجے سے بھینچ لیتی شروع شروع میں تو دودھ پیتے پیتے ایک دم اس سے انا کی انکھیں اس کی ناک ننھی سی بالی اور کان کی لونگیں یاد اجاتی ہیں اس کا دل بھر اتا اور تھوڑی دیر کو چُسنی چھوڑ کر دردناک آواز میں رونے لگتی مگر پیٹ کی پکار اسے چوکنا کرتی اور وہ خاموش ہو جاتی"(5)

شمن کی ابتدائی زندگی میں محرومی، بے توجہی، اور محبت کی تلاش کے کربناک سفر کو بیان کرتا ہے۔ انا کے بعد منجھو اس کی طرف توجہ دیتی ہے، جو وقتی سہی مگر شمن کے لیے جذباتی آسرا بن جاتی ہے۔ لیکن جب منجھو بھی شادی کے بعد رخصت ہوتی ہے، تو شمن ایک بار پھر احساسِ تنہائی اور عدمِ توجہی کا شکار ہو جاتی ہے۔ ان محرومیوں نے اس کے مزاج میں بغاوت، غصے اور توڑ پھوڑ کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ اس کا ذہن غیر شعوری طور پر اپنی بے بسی اور غصے کا اظہار ان تخریبی رویوں سے کرنے لگتا ہے۔

شمن کی شخصیت رفتہ رفتہ نفسیاتی پیچیدگیوں میں گھرتی چلی جاتی ہے۔ وہ کبھی اپنی گڑیا کو توڑتی ہے، کبھی قاعدے پھاڑتی ہے، اور اکثر منجھو کے دولھے کی موت کی دعائیں مانگتی ہے، جو اس کے دل میں بیٹھے غم، حسد اور نفرت کی علامتیں ہیں۔ لیکن قدرتی ستم ظریفی یہ ہے کہ منجھو کا شوہر تو زندہ رہتا ہے، البتہ شمن کی بڑی آپا بیوہ ہو کر اپنی بیٹی نوری کے ساتھ میکے واپس آ جاتی ہے، اور شمن ایک نئی جذباتی فضا میں پرورش پانے لگتی ہے۔ یوں ٹیڑھی لکیر شمن کی زندگی کے اس ابتدائی اور نہایت حساس دور کو بے حد مہارت سے پیش کرتا ہے، جس میں اس کی شخصیت کی بنیاد محرومی، ناپسندیدگی، جذباتی بھوک اور محبت کی تلاش پر قائم ہوتی ہے۔ اس مرحلے پر ناول کا بیانیہ ایک نفسیاتی مطالعے میں بدل جاتا ہے، جہاں ایک بچی کی جذباتی دنیا کی تشکیل اس کے اردگرد کے رویوں سے ہوتی ہے۔ وہ رویے جو اکثر اس کے وجود کو تسلیم کرنے سے بھی انکاری ہوتے ہیں۔

شمن کی زندگی ابتدا ہی سے محرومی، بے توجہی اور جذباتی پیاس کا شکار نظر آتی ہے۔ وہ محبت کی تلاش میں بھٹکتی رہتی ہے۔ ماں کی محبت کا خلا وہ ابتدا میں انا کی گرم آغوش میں پُر کرنے کی کوشش کرتی ہے، مگر جب انا بھی چھن جاتی ہے تو وہ ایک بار پھر تنہائی کی اندھیری وادی میں جا گرتی ہے۔ اس خلا کو کچھ وقت کے لیے اس کی بہن منجھو پُر کرتی ہے، جو شمن پر خصوصی توجہ دیتی ہے۔ شمن کے لیے یہ فرق بے حد گہرا ہے—ایک طرف بے جان شیشے کی بوتل، دوسری طرف انا کی جسمانی قربت اور منجھو کی جذباتی اپنائیت۔

شمن کی شخصیت ابتدا ہی سے نازک اور حساس ہے، اور یہی حساسیت وقت کے ساتھ جذباتی شدت میں بدلنے لگتی ہے۔ اس کا المیہ یہ ہے کہ کوئی اسے مکمل طور پر سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ منجھو کی محبت بھری توجہ شمن کو وقتی سہارا تو دیتی ہے، مگر جب منجھو شادی کے بعد سسرال چلی جاتی ہے، تو یہ سہارا بھی چھن جاتا ہے۔ تب شمن پر محرومی کا احساس اور بھی گہرا ہو جاتا ہے، اور وہ شدید تنہائی کا شکار ہونے لگتی ہے۔ اس کے دل میں تخریب، غصہ اور بغاوت جنم لینے لگتی ہے۔ وہ خواب میں منجھو پر غصہ اتارتی ہے، اسے نہلاتی، کپڑے پہناتی، اور پھر مارتی ہے۔ حقیقت میں وہ اپنی گڑیا کو توڑتی ہے، قاعدے پھاڑتی ہے، اور منجھو کے شوہر کے مرنے کی دعائیں مانگتی ہے، جو اس کے اندرونی انتشار کی نمائندہ علامات ہیں۔

تاہم، منجھو کا شوہر تو نہیں مرتا، البتہ بڑی آپا بیوہ ہو کر اپنی بیٹی نوری کے ساتھ میکے واپس آ جاتی ہے۔ منجھو کے بعد اب بڑی آپا شمن کی نگرانی سنبھالتی ہے، مگر اس کا انداز تربیت نہیں بلکہ سختی، تنقید اور سرد مہری پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ شمن کو نوری کے لیے ایک عبرت ناک مثال بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ نوری کو باادب، ذہین اور مہذب قرار دے کر سراہا جاتا ہے، جب کہ شمن کو بدمزاج، بدتمیز اور پھوہڑ جیسے طعنوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یوں شمن اپنی شخصیت کے مزید بکھراؤ کا شکار ہو جاتی ہے۔ نوری کی شخصیت نکھرتی ہے اور شمن احساسِ کمتری، حقارت اور نفرت کے جذبات میں ڈوبتی چلی جاتی ہے۔ یہ نفرت صرف بڑی آپا تک محدود نہیں رہتی، بلکہ پورے گھرانے سے اس کا دل بیزار ہونے لگتا ہے۔ ان ہی حالات میں جب منجھو سسرال سے واپس آتی ہے، تو شمن کے لیے ایک نئی اذیت کا آغاز ہوتا ہے۔ شمن کی توقعات کے برعکس، منجھو آتے ہی سب سے بغلگیر ہوتی ہے مگر شمن کو نظر انداز کر دیتی ہے۔ اس لمحے کی جذباتی شدت کو عصمت چغتائی نے نہایت پُراثر انداز میں کچھ یوں بیان کیا ہے:

"اس (شمن) کے دل کو بری طرح ٹھیس لگی۔ او ہو تو اب منجھو اسے پہچانے کی بھی نہیں۔ یہ گھنٹہ بھر سے دروازے سے لگا کون ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے جا رہا تھا۔ کس نے کئی بار اس کا ریشمی دوپٹہ چھو کر متوجہ کرنے کی ناکام کوششیں کیں۔ اور یہ کون صبر سے دیوار سے خاموش لگا کھڑا ہے۔ شمن نہیں تو پھر اور کون ہو سکتا ہے۔ مگر اسے ماں بہنوں کے گلے لگنے سے فرصت ملے تو کسی اور کا بھی دُکھتا ہوا دل ذرا سکون پائے۔ آپا کی لڑکی نوری کو تو آتے ہی کلیجے سے لگا لیا اور جیسے شمن کوئی پچھل پیری چڑیل تھی، لوگوں کو نظر بھی نہ آئی۔"(6)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

شمن کے شدید جذباتی صدمے اور اس کی اندرونی دنیا کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ جو محبت کے ایک لمحے کی طلب گار تھی، اُس کی طرف کسی نے نگاہِ التفات نہ کی۔ یہ بے توجہی، تذلیل اور محرومی اس کی شخصیت میں ایسی خلیج پیدا کر دیتی ہے جسے کوئی نہیں بھر سکتا۔ شمن کی یہی داخلی ٹوٹ پھوٹ اسے آگے چل کر ایک نفسیاتی الجھن اور جذباتی زوال کی طرف لے جاتی ہے، جسے عصمت نے نہایت فنکارانہ مہارت سے ٹیڑھی لکیر میں پیش کیا ہے۔

شمن کی شخصیت کی بگڑتی ہوئی ساخت محض اتفاق نہیں بلکہ وہ تمام تلخ تجربات اور جذباتی زخموں کا نتیجہ ہے جو اسے مسلسل سہنے پڑتے ہیں۔ اس کی زندگی کے یہ تمام محرکات محرومی، تنہائی، تذلیل، اور جذباتی بے قدری اس کی فطرت میں ضد، خودسری اور بغاوت کو جنم دیتے ہیں۔ جس شدت سے اسے دوسروں کی جانب سے صدمے ملتے ہیں، وہ اسی شدت سے دوسروں کو اذیت دے کر اپنی تکلیف کا بدلہ لینے کی کوشش کرتی ہے، اگرچہ اس کی یہ کوشش آخر کار اسی کے اپنے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ وہ جیسے اپنے ہی وجود سے انتقام لینے لگتی ہے۔ بچپن ہی سے شمن ایک بے حد حساس مزاج رکھتی ہے۔ گھریلو ماحول کی بے ترتیبی، جذباتی سرد مہری، اور بے اعتنائی اس کی نفسیات کو گہرا نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کی شخصیت میں جو "ٹیڑھا پن" پیدا ہوتا ہے، وہ وقت کے ساتھ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اس کی ضد، انانیت، اور باغیانہ رویے رفتہ رفتہ اس کی شخصیت کا مستقل حصہ بن جاتے ہیں۔ شمن کا سخت دل ہو جانا فطری معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس کے احساسات کو بارہا شدید صدمات سہنے پڑتے ہیں۔ انھی صدمات کا ایک اظہار یہ بھی ہے کہ وہ تعلیم سے دل برداشتہ ہو جاتی ہے اور ناکامی کا سامنا کرتی ہے۔

جب اسے ایک مشنری سکول میں داخل کروایا جاتا ہے، تو وہاں یسوع مسیح کی حمدیہ نظمیں پڑھنے کے بعد گھر والے اس کے عقیدے کی بابت فکر مند ہو جاتے ہیں اور اسے دوبارہ پرانے مسلم گرلز اسکول میں داخل کروا دیا جاتا ہے۔ لیکن اب وہ سکول بھی پہلے جیسا نہیں رہا اس کا ماحول مزید بگڑ چکا ہے۔ یہاں شمن کو اپنی ساتھی رسول فاطمہ کی شکل میں ایک نئی نفسیاتی آزمائش کا سامنا ہوتا ہے۔ وہ لڑکی، جو دہلی کی رہنے والی ہے، شکل و صورت میں کریہہ اور ہم جنسیت کے رجحان کا شکار ہے، شمن کے لیے ایک "بھوت" جیسی موجودگی بن جاتی ہے۔

رسول فاطمہ کی حرکات شمن کے لیے ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہیں۔ وہ اس سے حد درجہ نفرت محسوس کرنے لگتی ہے اور اس کی قربت سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ خود کو بیمار ظاہر کر کے میٹرن کی منت سماجت سے اپنا کمرہ تبدیل کرواتی ہے اور اپنی دوست سعادت کے ساتھ رہنے لگتی ہے۔ شمن اس تبدیلی پر بے حد خوش ہوتی ہے، مگر جلد ہی اسے محسوس ہوتا ہے کہ سعادت اس سے خوش نہیں۔ رفتہ رفتہ وہ اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ سعادت کی ناپسندیدگی کی وجہ اس کی سابقہ ساتھی نجمہ کے ساتھ جذباتی وابستگی ہے۔

نجمہ ایک خوبصورت، صحت مند، اور باوقار لڑکی ہے، اور شمن خود بھی اس کے حسن اور شخصیت سے متاثر ہو جاتی ہے۔ ابتدا میں یہ صرف کشش ہوتی ہے، لیکن جلد ہی وہ شدید جذباتی وابستگی میں بدل جاتی ہے، جو جنون کی حد تک جا پہنچتی ہے۔ اب شمن اس جذباتی کیفیت کو سمجھنے لگتی ہے جس میں کبھی رسول فاطمہ مبتلا تھی۔ نجمہ سے بے پناہ محبت کے جذبے نے اسے اس قدر متاثر کیا کہ اب وہ خود کو رسول فاطمہ کے ساتھ بے رحم سلوک کا مجرم محسوس کرنے لگتی ہے۔ اس کا ضمیر اسے ملامت کرنے لگتا ہے، اور وہ خود کو اس کا "قاتل" سمجھتی ہے۔ اسی مرحلے پر شمن کی شخصیت ایک اور نفسیاتی گمراہی کی طرف بڑھتی ہے—ہم جنسیت کا رجحان اب اس کے اندر واضح طور پر ابھرنے لگتا ہے۔ وہ نجمہ کے سامنے خود کو بے بس اور مجبور پاتی ہے، اور اس کی جذباتی وابستگی عقل اور اخلاق کی حدود سے تجاوز کر جاتی ہے۔ اس تبدیلی کو عصمت چغتائی نے نہایت فنکاری سے بیان کیا ہے، اور اس پر خلیل الرحمٰن اعظمی کی گہری تنقید ہمیں شمن کے کردار کی پیچیدگی کا ادراک دیتی ہے:

> "جنس ہمارے سماج کا سب سے پیچیدہ مسئلہ یا سب سے ٹیڑھی لکیر ہے۔ ہندوستانی معاشرت میں اخلاقی پابندیوں اور جنسی شعور کے مناسب نشو نما نہ پانے کی وجہ سے متوسط طبقے کی ایک ذہین اور ہونہار لڑکی جس طرح نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہوتی ہے اور اس کا اثر زندگی کے تمام شعبوں پر جس جس نوعیت سے پڑتا ہے، اس کی جتنی کامیاب عکاسی عصمت چغتائی نے کی ہے، اس کی مثال مشکل سے مل سکتی ہے۔"(7)

نفسیات کا ایک معروف اصول ہے کہ جنس کا جذبہ عورت کی شخصیت اور اس کے جذباتی نظام کو مرد کے مقابلے میں کہیں زیادہ گہرائی سے متاثر کرتا ہے۔ اگر اس جذبے کی راہ میں معاشرتی بندشیں، ثقافتی جبر، اور ماحول کی سختیاں بھی شامل ہوں، تو عورت کی داخلی کشمکش نہایت شدت اختیار کر لیتی ہے۔ ٹیڑھی لکیر میں شمن کا کردار اسی نفسیاتی سچائی کا مظہر ہے، جو جنسی جذبات، محرومی، احساسِ کمتری، اور شناخت کی تلاش سے تشکیل پاتا ہے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

جب نجمہ اسکول کی چھٹیوں میں اپنے گھر چلی جاتی ہے، تو شمن ایک جذباتی خلا میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ مگر چھٹیوں کے بعد جب وہ دوبارہ اسکول لوٹتی ہے، تو ماحول مکمل طور پر بدلا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کی پرانی سہیلیاں منتشر ہو چکی ہوتی ہیں اور ہر ایک اپنی نئی زندگی میں مصروف ہو چکی ہے۔ اس تبدیلی کا گہرا اثر شمن کے رویے اور سوچ پر بھی پڑتا ہے۔ اسی دوران اس کی ملاقات اسکول کی پرنسپل کی چھوٹی بہن سے ہوتی ہے، جو اسے پہلی بار "معاشرتی طور پر قابلِ قبول محبت" کا تصور سکھاتی ہے یعنی لڑکیوں کو لڑکیوں کے بجائے لڑکوں سے محبت کرنی چاہیے، کیونکہ ان سے شادی ممکن ہے۔ یہ بات شمن کے ذہن میں بیٹھ جاتی ہے اور وہ خود کو "معاشرتی سانچے" میں ڈھالنے کی کوشش کرنے لگتی ہے۔ اس ماحول میں اسکول کی لڑکیاں اپنے عشق کے قصے بڑے فخر سے بیان کرتی ہیں، اور شمن سے بھی اس کے "محبوب" کے بارے میں سننے کی خواہاں ہوتی ہیں۔ لیکن شمن، جو اب تک جنسی و جذباتی طور پر الجھن کا شکار رہی ہے، خالی ہاتھ ہے۔ یہ صورتحال اسے شرمندگی اور احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیتی ہے۔ جیسا کہ ایک مقام پر لکھا گیا ہے:

> "تم بھی اپنی باتیں بتا دی، بالقیس کہتی۔ واہ۔ ہماری کوئی بھی بات نہیں۔' چپ کیسی ہو تم، تمہیں کوئی نہیں چاہتا۔' شمن کا دل بجھ جاتا، شرم اور احساسِ کمتری سے اس کے گال تمتما جاتے۔"(8)

یہ احساسِ کمتری ہی شمن کو ایک نئی خواہش کے راستے پر گامزن کرتی ہے — کسی کی چاہت حاصل کرنے کی خواہش، کسی کے لیے اہم ہو جانے کی تمنا۔ اسی احساس کے تحت وہ نجمہ کو پیچھے چھوڑ کر بلقیس کے بھائی رشید میں دلچسپی لینے لگتی ہے۔ بلقیس ہی رشید سے اس کی پہلی ملاقات کرواتی ہے، اور پھر یہ ملاقاتیں تعلقات میں بدل جاتی ہیں۔ شمن رشید کے ساتھ سیر و تفریح، سینما، اور کیرم کھیلنے جیسے عام مگر جذباتی لمحات گزارتی ہے۔ اس کے لیے یہ ایک نئی زندگی کی شروعات ہوتی ہے۔ ایک ایسی زندگی جس میں وہ کسی کی محبوبہ بن کر خود کو مکمل محسوس کرتی ہے۔ لیکن جیسے ہی نجمہ دوبارہ اسکول آتی ہے، رشید کی توجہ ایک بار پھر شمن کی طرف ہو جاتی ہے۔ شمن بھی اپنی تمام پرانی تلخیوں کو بھلا کر رشید کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے، جیسے اب اسے آخرکار زندگی کی وہ منزل مل گئی ہو جس کا وہ برسوں سے خواب دیکھتی رہی تھی۔ مگر یہ سکون بھی عارضی ثابت ہوتا ہے۔ گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد جب شمن واپس اسکول لوٹتی ہے، تو اچانک رشید کے انگلینڈ چلے جانے کی خبر اس پر بجلی بن کر گرتی ہے۔ شمن کی امیدوں، خوابوں، اور جذباتی لگاؤ کی دنیا یکایک بکھر کر رہ جاتی ہے، جسے مصنفہ نے نہایت بلیغ انداز میں یوں بیان کیا ہے:

> "شمن کو ایسا معلوم ہوا جیسے فلم کی ریل چلتے چلتے بیچ میں سے ٹوٹ گئی۔ اور ہال کی بجلیاں پھک سے روشن ہو گئیں۔ ان کی کرخت روشنی کی نوکیلی شعاعوں سے اس کی آنکھیں چندھیا کر جھپک گئیں۔"(9)

یہ اقتباس نہ صرف شمن کے جذباتی صدمے کو خوبصورت علامتی پیرائے میں ظاہر کرتا ہے بلکہ اس کے شکست خوردہ باطن کی پوری شدت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ اس لمحے شمن پر واضح ہو جاتا ہے کہ جس جذباتی سہارا اور محبت کو وہ اپنے لیے نجات سمجھ بیٹھی تھی، وہ بھی عارضی تھا — ایک جھلک، ایک خواب، جو حقیقت سے زیادہ فریب تھا۔

شمن اعجاز کی محبت کو رد کر دیتی ہے، حالانکہ وہ اس سے شادی کا خواہاں ہوتا ہے۔ بارہا اصرار کے باوجود شمن اس سے نفرت محسوس کرتی ہے اور اسے مسترد کر دیتی ہے۔ بعد میں وہ مجبوری میں اپنے رشتہ دار عباس سے شادی کر لیتی ہے، جو ایک بیوہ اور بچے کا باپ ہے۔ یہ شادی شمن کے لیے صرف ایک سمجھوتا بن کر رہ جاتی ہے کیونکہ نہ عباس اس کے جذبات کو سمجھتا ہے، نہ ہی اس سے کوئی ذہنی یا جذباتی قربت پیدا ہو پاتی ہے۔

عباس کی سخت فطرت اور عمر کا تفاوت شمن کی زندگی کو مزید بے رنگ اور بوجھل بنا دیتا ہے۔ شمن ایک بار پھر محرومی، تنہائی اور جذباتی پیاس کا شکار ہو جاتی ہے۔ وہ محسوس کرتی ہے کہ اس کی اصل جگہ اسکول، تعلیم اور خوابوں کی دنیا تھی، نہ کہ یہ گھٹن زدہ ازدواجی زندگی۔ آخر میں، ماں سے ملاقات کے لمحے میں، شمن کو بچپن کی وہی ادھوری محبت اور پیار کی پیاس شدت سے یاد آتی ہے، جو پوری زندگی اس کا پیچھا کرتی رہی۔ شمن کی ازدواجی زندگی عباس جیسے خشک مزاج اور عمر رسیدہ شخص کے ساتھ ایک جذباتی قید بن جاتی ہے، جہاں محبت اور ہم آہنگی کا فقدان نمایاں ہے۔ ایسے میں شمن کی ملاقات رائے صاحب سے ہوتی ہے، جو ایک خوش اخلاق، شائستہ اور ہمدرد شخصیت کے مالک ہیں۔ شمن ان کے حسن سلوک، نرمی اور انسان دوستی سے بہت جلد متاثر ہو جاتی ہے اور اس میں محبت کے جذبے بیدار ہونے لگتے ہیں۔ لیکن رائے صاحب نہایت ذمہ دار اور اصول پسند انسان ہیں، اس لیے شمن کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔ اس انکار کے بعد شمن شدید جذباتی صدمہ محسوس کرتی ہے۔ یوں، شمن کی زندگی میں مسلسل نارسائی، جذباتی شکست اور سماجی جکڑبندیوں کی تلخیاں گہرا اثر چھوڑتی ہیں۔ "ٹیڑھی لکیر" دراصل شمن جیسے کردار کے ذریعے ایک حساس، ذہین اور آزاد فطرت عورت کی اس جدوجہد کو بیان کرتا ہے جو مردانہ معاشرتی نظام میں اپنی شناخت، جذبات اور آزادی کے لیے لڑتی ہے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

دراصل شمن کا کردار ایک جیتی جاگتی، حساس مگر مضبوط شخصیت کا عکاس ہے۔ وہ غلط ماحول اور زندگی کی سختیوں سے بار بار زخمی ہوتی ہے لیکن ہر بار سنبھل کر دوبارہ کھڑی ہو جاتی ہے۔ اس کی اصل پہچان اس کی حوصلہ مندی، زندہ دلی اور مشکلات سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت ہے، جو اسے ایک حقیقت پسند اور جان دار ہیروئن بناتی ہے۔ مصنفہ خود بھی اسی ضمن میں ناول کے پیش لفظ میں اپنے ہی تخلیق کردہ کردار (شمن) کے متعلق لکھتی ہیں۔

> "میرے مطالعے کا تعلق ہے ٹیڑھی لکیر کی ہیروئن نہ ذہنی بیمار ہے اور نہ جیسی۔ جیسے ہر زندہ انسان کو گندے ماحول اور آس پاس کی غلاظت سے ہیضہ طاعون ہو سکتا ہے اسی طرح ایک بالکل تندرست ذہنیت کا مالک بچہ بھی اگر غلط ماحول میں پھنس جائے تو بیمار ہو جاتا ہے، اور موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ مگر شمن زندہ ہی نہیں ہے جان دار ہے اس پر مختلف حملے ہوتے ہیں لیکن ہر حملے کے بعد وہ پھر ہمت باندھ کر سلامت اٹھ کھڑی ہوتی ہے وہ ہر امتحان سے گزر کر پر سکون انداز میں اپنا سر تکیے پڑھکا دیتی ہے اور ٹھنڈے دل سے سوچ بچار کرنے کے بعد دوسرا قدم اٹھاتی ہے۔ یہ اس کا قصور نہیں ہے کہ وہ بے حد حساس ہے اور ہر چوٹ پر منہ کے بل گرتی ہے مگر پھر سنبھل جاتی ہے۔ نفسیاتی اصولوں سے ٹکرلے کر دہ انہیں جھٹلا دیتی ہے۔ ہر طوفان سر سے گزر جاتا ہے۔" (10)

'ٹیڑھی لکیر' کے مرکزی کردار شمن کی شخصیت نگاری عصمت چغتائی نے اس انداز میں پیش کی ہے کہ وہ محض ایک فرد نہیں بلکہ پورے دور کی عورت کی علامت بن کر سامنے آتی ہے۔ اس کی بچپن کی محرومیاں، انا کی جدائی، بہنوں کی بے رخی اور محبت کی ناکامیاں اسے ایک ضدی، حساس اور بغاوتی عورت کے طور پر تراشتی ہیں۔ شمن کی شخصیت میں عصمت نے داخلی اور خارجی دونوں پہلوؤں کو یکجا کر کے عورت کے لاشعور، جنسی کشمکش اور سماجی جبر کے اثرات کو اجاگر کیا ہے۔ یہی شخصیت نگاری شمن کو ایک مکمل، جاندار اور حقیقت سے قریب ترین کردار بناتی ہے۔

ثانوی کرداروں کی شخصیت نگاری بھی شمن کی نفسیاتی تشکیل میں براہِ راست کردار ادا کرتی ہے۔ انا ایک نرم دل اور پر شفقت شخصیت کے طور پر سامنے آتی ہے جس کی جدائی شمن کے اندرونی خلا کو گہرا کر دیتی ہے۔ منجھو اور بڑی آپا گھریلو عورت کے فرسودہ ڈھانچوں کی نمائندگی کرتی ہیں، اور ان کی شخصیت سماجی دباؤ اور ذمہ داریوں کے بوجھ میں جکڑی نظر آتی ہے۔ نوری کی شخصیت آزاد خیالی اور جرات کی علامت ہے جو عورت کی خود مختاری کا ایک مختلف زاویہ دکھاتی ہے۔ رسول فاطمہ کی شخصیت میں دباؤ اور غیر معمولی وابستگی کے عناصر ہیں جو شمن کو ہم جنس کشش کی الجھنوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ نجمہ ایک خوش مزاج اور دلکش شخصیت کی حامل ہے لیکن شمن کے لیے اس کا تعلق مزید نفسیاتی پیچیدگی کا سبب بنتا ہے۔ سعادت اور رشید کی شخصیتیں مردانہ رویوں کی عکاسی کرتی ہیں، جو وقتی سہارا دینے کے بعد بے اعتباری اور غفلت کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ یوں شخصیت نگاری اور نفسیاتی تجزیہ مل کر یہ واضح کرتے ہیں کہ ٹیڑھی لکیر کے تمام کردار شمن کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ابھارتے ہیں اور عورت کی داخلی و خارجی جدوجہد کی مکمل تصویر پیش کرتے ہیں۔

یوں ماحصل کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ناول ٹیڑھی لکیر اردو ادب میں شخصیت نگاری اور نفسیاتی مطالعے کا شاہکار ہے۔ اس ناول کی مرکزی کردار شمن ایک ایسی عورت ہے جو بچپن سے محرومیوں اور بے توجہی کا شکار رہی۔ ماں کی شفقت سے محرومی، بہنوں کی بے رخی اور انا کی جدائی نے اس کی شخصیت میں بغاوت اور اضطراب کو جنم دیا۔ یہی عوامل اسے ضدی، حساس اور جذباتی بنا دیتے ہیں۔ شمن کی نفسیاتی الجھنیں اس کے تعلقات میں واضح دکھائی دیتی ہیں۔ رسول فاطمہ کی غیر معمولی وابستگی اور نجمہ کے ساتھ اس کی کشش اس کے لاشعور کے دبے ہوئے رجحانات کو ظاہر کرتی ہے، جب کہ رشید کے ساتھ اس کا تعلق وقتی آسودگی دیتا ہے مگر انجام کار مایوسی پر ختم ہوتا ہے۔ یوں شمن کی شخصیت میں محبت کی طلب اور اس کی ناکامی، تعلق کی خواہش اور اس کا ٹوٹ جانا ایک مستقل داخلی کشمکش کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

حوالہ جات

1۔ خلیل الرحمن اعظمی، اُردو میں ترقی پسند ادبی تحریک، ایجو کیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، 1984، ص210، 211

2۔ وقار عظیم، داستان سے افسانے تک، ایجو کیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، 2003، ص88، 89

3۔ عصمت چغتائی، ٹیڑھی لکیر، کتاب کار پبلی کیشنز، رامپور، 1967ص 11

4۔ ایضاً، ص12

5۔ ایضاً، ص13، 14

6۔ ایضاً، ص31، 32

7۔ خلیل الرحمن اعظمی، اردو ترقی پسند ادبی تحریک، ایجو کیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، 1984ص 160

8۔ ایضاً، ص115

9۔ ایضاً، ص140، 141

10۔ ایضاً، ص7